ہماری درسگاہوں میں علم نحو کی تدریس

عربی تحریر وتقریر کی تعلیم کے تین طریقے

مولانا محمد بشیر

ہماری درسگاہوں میں عربی کے علم نحو کی پہلی کتاب جو سال اول کے مبتدی بچوں کو پڑھائی جاتی ہے، وہ علم النحو ہے، اس کے مصنف مولانا مشتاق احمد چرتھاولی رحمہ اللہ ہیں، وہ اس کے صفحہ اول کے شروع میں علم نحو کا تعارف کراتے ہوئے اس کے درس وتدریس کا مقصد اور فائدہ یوں بیان کرتے ہیں:

''فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان عربی زبان بولنے اور لکھنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہے''۔

اس کے بعد اگلے تعلیمی درجے کی تدریسی کتاب ''ہدایۃ النحو'' ہے۔اس کے شروع میں علم نحو کی تعلیم کی غرض وغایت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:"والغرض منه صيانة الذهن عن الخطأ اللفظي في كلام العرب". (اس علم نحو کا مقصد عربی زبان بولتے اور لکھتے ہوئے ذہن کو غلطیوں سے بچنے کی تربیت دینا ہے)۔

یوں ہمارے ان بزرگوں کے ارشادات کے مطابق عربی گرامر (صرف ونحو) کی تعلیم وتدریس کا مقصد اور ہدف یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے طلبہ اور طالبات عربی زبان کو صحیح طور پر سمجھنے، پڑھنے اور لکھنے بولنے کے قابل ہوجائیں، یہ ایک بدیہی بات ہے کہ ہر زبان کی گرامر اسے صحیح طور پر سمجھنے، پڑھنے اور بولنے لکھنے کی غرض سے پڑھائی جاتی ہے۔ اس بات کو عوام وخواص سب جانتے ہیں اور یہی مقصد ہمارے مصنفین اور علماء ومدرسین کے پیش نظر تھا۔

اب آیئے دیکھیں کہ کیا ہماری درسگاہوں اور عربی گرامر کی تدریس کا یہ اصل اور بنیادی مقصد پورا ہورہا ہے؟ اور اگر پورا ہورہا ہے تو کس حد تک؟ اور اگر پورا نہیں ہورہا تو کیوں؟

ہماری تمام درسگاہوں (سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس) میں تدریس کا ایک ہی طریقہ رائج ہے جسے درسی کتابیں پڑھانے کا طریقہ کہا جاتا ہے۔ معلم خود درسی کتاب کا کچھ حصہ پڑھتا ہے یا کسی طالب علم سے پڑھواتا ہے اور پھر معلم ہی اس کا مقامی زبان اردو یا پشتو وغیرہ میں ترجمہ اور تشریح کرتا ہے، اور طلبہ غور سے سن کر اس کا اردو یا

پشتو ترجمہ یاد کر لیتے ہیں۔ یہی طریقہ قرآن کریم، حدیث شریف، اسلامی فقہ اور عربی زبان وادب کی تدریس میں پہلی جماعت سے لے کر آخر تک جاری رہتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اسی نہج سے علم صَرف کی گردانیں پڑھائی جاتی ہیں، بلکہ اکثر اوقات نہیں ان کے معنی بتائے بغیر ہی رٹایا جاتا ہے، اور صرفی قواعد بھی محنت سے پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح علم نحو بھی چار پانچ سال تک مسلسل پڑھایا جاتا ہے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ ہماری دینی درسگاہوں میں مذکورہ بالا تمام علوم کی نہایت معیاری اور مستند کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ یوں طلبہ کئی سال تک صرفی اور نحوی قواعد کے مطابق ان درسی کتابوں کی عبارتوں کا ترجمہ سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں، جس کے نتیجے میں محنتی اور ذہین طلبہ رفتہ رفتہ عربی زبان، حدیث شریف، اسلامی فقہ وغیرہ کی درسی کتابوں کی عبارتوں کا ترجمہ صحیح طور پر سمجھنے اور پڑھنے لگتے ہیں اور ان کے فہم وادراک کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں اور ان سے اسلامی عقائد اور شرعی مسائل واحکام کے فہم واستنباط کے قابل بنتے ہیں اور دینی، شرعی امور میں معاشرے کی اصلاح اور قیادت کے اہل بنتے ہیں۔ یہ ہماری درسگاہوں کے فضلاء کا روشن پہلو ہے اور اسی دینی مقام کی وجہ سے معاشرے میں ان کی قدر وقیمت ہے۔ والحمدللہ علی ذلك.

تو ہم اپنے طلبہ اور طالبات کو آٹھ دس سال تک ''درسی کتابوں کو سمجھنے اور پڑھنے'' کی تربیت دیتے ہیں اور صَرف ونحو کے قواعد کو ''سمجھنے اور رٹنے'' کی محنت کراتے ہیں، اس لئے ہماری درسگاہوں کے محنتی اور ذہین فضلاء بجا طور پر ''درسی کتابوں کو سمجھنے اور پڑھنے'' کے قابل ہوتے اور صَرف ونحو کے مسائل اور قواعد کو بھی رٹنے اور فر فر سنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یوں ہم انہیں مختلف علوم وفنون کو سمجھنے اور پڑھنے کی جس نہج پر تربیت دیتے ہیں، وہ اس میں کامیاب نکلتے ہیں۔

رہا معاملہ عربی زبان لکھنے اور بولنے کا، تو ہم خود انہیں یہ فن نہیں سکھاتے۔ اگر ہم اپنے طلبہ وطالبات کو عربی زبان میں عمومی گفتگو اور تحریر وانشاء کی تربیت دینا چاہتے ہیں تو اس مقصد کے لئے تین تدابیر اختیار کر سکتے تھے۔

اولاً: ہماری درسی کتابوں میں ہر سبق کے آخر میں عربی میں متنوع سوالات ہوتے تو زیر تعلیم بچے ان کے زبانی اور تحریری جوابات تیار کرنے کی مشق کرتے ہوئے عربی لکھنے اور بولنے کی تربیت حاصل کرتے۔ بطور نمونہ دیکھئے مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی کتاب ''قصص النبیین'' کی ورک بک "دليل قصص النبيين" حصہ اول، دوم اور سوم جسے راقم الحروف نے تیار کیا ہے۔

ثانیاً: ہم درسگاہوں کے ماحول میں عربی زبان کے عملی استعمال کا اہتمام کرتے اور طلبہ واساتذہ کی

عام گفتگو کو عربی میں کرنے کو فروغ دیتے۔ اس اہتمام سے بھی بچوں کو عربی زبان سننے اور بولنے کا اچھا موقع ملتا۔ درسگاہوں کے ماحول میں عربی زبان کے فروغ میں مدد کے لئے دیکھئے، راقم الحروف کا رسالہ "دلیل الکلمات المتداولة فی بیئة مدرسیة".

ثالثا: ہمارے مدرسین بھی اپنی جماعت اور سبق میں عربی کے فروغ کا ماحول پیدا کر سکتے ہیں۔ ماہر اور قابل معلمین اپنی تھوڑی سی توجہ اور اہتمام سے اپنے طلبہ کو عربی بول چال کا شوق اور تربیت دے سکتے ہیں، اور بچوں میں عربی زبان کو ایک زندہ اور متحرک زبان کی طرح بولنے اور لکھنے کا عمدہ ذوق پیدا کر سکتے ہیں۔

تاہم ہم عرصہ دراز سے اپنے ذہین اور محنتی طلبہ وطالبات کو عربی کی جزوی تعلیم دیتے ہوئے درسی کتابوں کی عبارتوں کا اردو یا پشتو ترجمہ کرتے ہوئے انہیں صرف سمجھنے اور پڑھنے کی تربیت دے رہے ہیں۔ جب کہ وہ اس آسان اور شیریں زبان کو سننے، بولنے اور لکھنے کی تربیت سے کلیۃً اور مسلسل محروم رہتے ہیں، بلکہ ہمارے تمام تعلیمی حلقے لسانی تعلیم وتربیت کے اس اہم فن سے انہیں محروم رکھنے پر بے جا اصرار کر رہے ہیں۔

مشہور ماہر لسانیات محترم محمد افضل انور لکھتے ہیں:

''سننا سننے سے آتا ہے، بولنا بولنے سے آتا ہے، پڑھنا پڑھنے سے آتا ہے اور لکھنا لکھنے سے آتا ہے''۔

ہم اپنے عزیز بچوں کو ''صرف درسی کتابیں پڑھنے'' کی تربیت دیتے ہیں اور بس۔ اور یہ صلاحیت بھی محدود ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماحول کی درسی کتابوں کی خواندگی کی قدرت رکھتے ہیں۔ جب کہ عام عربی لٹریچر اور دور حاضر میں عرب دنیا کے دینی لٹریچر کو نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ ان کی اپنی درسی کتابیں صدیوں پرانی ہوتی ہیں، انہیں پڑھ لینے سے عام عرب کے معاصر دینی لٹریچر کو پڑھنے میں کوئی زیادہ مدد نہیں ملتی۔ اس طرح ہمارے نہایت ذہین اور محنتی طلبہ وطالبات اپنے ہزار شوق کے باوجود عربی زبان کی جامع تربیت سے نسل در نسل محروم رہتے ہیں۔

ع- گلا تو گھونٹ دیا، اہل مدرسہ نے تیرا

☆☆......☆☆